

(۶۰)

چھوٹی بدی کا نتیجہ بڑی بدی پیدا کرتا ہے

(فرمودہ ۵۔ مارچ ۱۹۱۵ء)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیات کی تلاوت کی:-

كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْفُجَّارِ لَفِي سِجِّينٍ وَمَا أَدْرَاكَ مَا سِجِّينٌ . كِتَابٌ مَّرْقُومٌ . وَيَلْلُ
يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ . الَّذِينَ يُكذِّبُونَ بِيَوْمِ الدِّينِ . وَمَا يُكذِّبُ بِهِ إِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ
أَثِيمٍ . إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِ آيَاتُنَا قَالَ أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ . كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِم مَّا
كَانُوا يَكْسِبُونَ .

اس کے بعد فرمایا:-

ایک چھوٹی بدی کا نتیجہ بڑی بدی پیدا ہوا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر ترقی کرنے اور
کامیابی حاصل کرنے کی یہ قوت رکھ دی ہے کہ ہر ایک کام جو وہ کرتا ہے اسے اسی طرح آگے پیش آنے
والے اور کام کیلئے وہ مضبوط کر دیتا ہے۔ دیکھو ایک طالب علم الف پڑھتا ہے، تو پھر اس کے بعد با
پڑھنی اس کیلئے آسان ہو جاتی ہے اور جب وہ الف با پڑھ لیتا ہے تو اس کیلئے قاعدہ پڑھنا آسان
ہو جاتا ہے۔ اور قاعدہ پڑھنے کے بعد قرآن مجید آسانی سے پڑھ سکتا ہے۔

غرضیکہ ایک لفظ جو انسان سیکھتا ہے اور ایک ایک کام جو کرتا ہے وہ اسے اگلے الفاظ اور
گلے کاموں کیلئے تیار کر دیتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو انسان بہت سی ترقیوں سے محروم رہ
جاتا۔ کبھی کوئی علم نہ سیکھ سکتا اور کبھی کوئی کام اعلیٰ درجہ پر نہ کر سکتا۔ اگر پہلے دن ہی کوئی

طالب علم سپارہ پڑھنا شروع کر دے تو وہ ہرگز اسے یاد نہیں کر سکتا۔ لیکن جب وہ تھوڑے تھوڑے حروف یاد کر لیتا ہے پھر اس کیلئے ایک دن میں کتاب ختم کر لینا بھی آسان ہو جاتا ہے۔ غرضیکہ انسان کی ترقی کیلئے خدا تعالیٰ نے اس کے اندر کچھ قوتیں رکھی ہیں مگر شریر اور گندہ انسان انہی قوتوں کو استعمال کر کے شرارت اور بدکاری کیلئے تیار ہو جاتا ہے اور اس طرح بڑھتا جاتا ہے۔ تھوڑے دن ہوئے ایک شخص نے مجھ سے فتویٰ پوچھا کہ اگر ایک انسان صغیرہ گناہ کر کے کبیرہ سے بچ جانے کی امید رکھتا ہو تو کیا صغیرہ گناہ کر لینا جائز ہے۔ میں نے اسے یہ جواب لکھایا کہ صغیرہ گناہ بنیاد ہے کبیرہ گناہ کی جو صغیرہ کرے گا ضرور ہے کہ وہ کبیرہ بھی کرے اس لئے کبیرہ سے بچنے کیلئے صغیرہ گناہ کر لینا ہرگز جائز نہیں۔ کیونکہ اس طرح تو دو گناہ ہو جائیں گے، صغیرہ تو کبیرہ سے بچنے کیلئے کیا جائیگا اور کبیرہ صغیرہ کا نتیجہ ہوگا۔ تو جس طرح انسان الف۔ با۔ تا وغیرہ پڑھنے سے قاعدہ، سپارہ اور قرآن پڑھنے کیلئے تیار ہو جاتا ہے اسی طرح صغیرہ گناہ کبیرہ گناہ کیلئے تیار کرتا ہے۔ دیکھو جس طرح چھلانگ مار کر کوٹھے پر پہنچنا مشکل امر ہے اسی طرح ایک پاک انسان کا کبیرہ گناہ کرنا بھی مشکل ہے لیکن مکان پر چڑھنے کیلئے جو شخص سیڑھی پر پہلا قدم رکھ لیتا ہے وہ بہ نسبت پہلے کے اپنے آپ کو چھت کے قریب کر لیتا ہے۔ یہی حال صغیرہ گناہ کرنے والے انسان کا ہے وہ بھی اپنے آپ کو اس طرح کبیرہ گناہ کیلئے تیار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کَلَّا بَلْ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ۔ تمہیں معلوم ہے یہ شریر لوگ بدکاریوں میں کیوں مبتلاء ہوتے اور بڑھتے جاتے ہیں؟ اس لئے کہ جو کچھ یہ کرتے تھے اس نے ان کے دلوں کو جکڑ لیا ہے۔ پس تم یاد رکھو کہ بہت لوگ غلطی سے ایک گناہ کو چھوٹا گناہ اور ایک نیکی کو چھوٹی نیکی سمجھتے ہیں لیکن نہ کوئی گناہ چھوٹا گناہ ہے اور نہ کوئی نیکی چھوٹی نیکی ہے کیونکہ ہر چھوٹا گناہ بڑے گناہ کیلئے تیار کرتا ہے۔ اور ہر چھوٹی نیکی بڑی نیکی کیلئے مستعد کرتی ہے۔ اس اصول کو اچھی طرح سمجھ لو کہ ایک نیکی خواہ وہ کتنی ہی چھوٹی کیوں نہ ہو دوسری نیکی کے حاصل کرنے کو آسان کرتی ہے۔ اور ایک بدی خواہ وہ کتنی ہی چھوٹی کیوں نہ ہو دوسری بدی کے کروانے کو آسان بناتی ہے۔ پس نیکیوں اور بدیوں کا معاملہ اسی طرح پر ہے جس طرح کسی کا چھت پر چڑھنا۔ چھت پر بغیر سیڑھی کے نہیں چڑھا جاتا اور جو پہلی سیڑھی پر چڑھ جاتا ہے وہ چھت کے کچھ نزدیک اور قریب ہو جاتا ہے۔ وہ انسان جو خدا تعالیٰ کی ناراضگی سے اپنے آپ کو بچانے کیلئے یہ کہے کہ میں چھوٹا گناہ کر لوں تا کہ

بڑے کے کرنے کی نوبت نہ پہنچے۔ ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص یہ کہے کہ میں کوٹھے پر نہ چڑھنے کے لئے پہلی سیڑھی پر چڑھ جاتا ہوں۔ جب وہ پہلی سیڑھی پر چڑھے گا تو اس کا دل دوسری پر چڑھنے کی طرف راغب ہوگا اور جب اس پر چڑھا تو آگے چڑھنے کی تحریک اس کے دل میں ہوگی اور ہوتے ہوتے وہ ایک وقت چھت پر پہنچ جائے گا۔ اسی طرح جب ایک شخص ایک نیکی کرے گا تو دوسری کے کرنے کی اسے اُمنگ اور خواہش پیدا ہوگی اور جب وہ دوسری کر لے گا تو تیسری کیلئے اسے اور زیادہ شوق پیدا ہوگا اور اس کا قدم دن بدن نیکیوں کی طرف بڑھتا جائے گا۔ تم نے کبھی کوئی آبخار دیکھی ہے جس طرح آبخار کے قریب آ کر پانی بہت تیز ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جب انسان گناہوں کے گڑھے کے قریب کی راہ تک پہنچ جاتا ہے تو بہت تیز ہو کر اس تیرہ و تار گڑھے میں بہت جلدی گر پڑتا ہے۔ اور جب انسان نیکیوں کی راہ پر چل کر انقاء کے مرتبہ کے نزدیک ہو جاتا ہے تو بہت جلدی اس درجہ کو حاصل کر لیتا ہے۔ پس اس بات کو خوب یاد رکھو کہ ایک بدی دوسری بدی کی طرف، ایک گناہ دوسرے گناہ کی طرف، ایک نیکی دوسری نیکی کی طرف اور ایک تقویٰ کی بات دوسرے تقویٰ کے کام کی طرف انسان کو کھینچ کر لے جاتی ہے۔ دیکھو ابھی سال بھی نہیں گزرا۔ آج پانچ مارچ ۱۹۱۵ء ہے۔ اور ۱۴۔ مارچ ۱۹۱۴ء کو جماعت کے ایک حصہ نے ایک صداقت کا انکار کیا تھا اور ایک راستباز کو جھٹلایا تھا۔ بظاہر تو انہوں نے یہ کہا کہ جماعت کیلئے کسی خلیفہ کی ضرورت نہیں لیکن خلیفہ کے وجود کو الگ کر کے یہ ایک صداقت تھی جس کا انہوں نے انکار کیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ابھی سال بھی نہیں ہوا کہ اسی جماعت کے لوگوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر حملے کرنے شروع کر دیئے ہیں۔ ایک اخبار میں ایک شخص ”بمحضرت مولانا امیر قوم علامہ مولوی محمد علی صاحب سَلَمَةُ رَبُّنَا“ کر کے لکھتا ہے اور اسی شخص کا ایک خط انجنمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور کے رسالہ ”المہدی“ میں ”ایک مخلص کا خط حضرت امیر قوم کے نام“ کے عنوان سے چھپتا ہے وہ لکھتا ہے ”یہ سچ ہے کہ ان میں یعنی مرزا صاحب میں بھی بیشک اتنی شخصیت ضرور تھی کہ ان کو رسول و نبی کہلانے کا شوق ضرور تھا۔ جب ہی تو ایک طرف لکھتے جاتے ہیں کہ میں نبی ہوں، رسول ہوں، ساتھ ہی پھر گول مول جملہ بنانے کی خاطر یہ بھی لکھتے جاتے ہیں کہ میں مجازاً رسول ہوں اور لغوی معنوں میں نبی ہوں اسلامی اصطلاح پر نبی اور رسول نہیں ہوں۔ ادھر وحی کا دعویٰ ہے تو ادھر الہام کے مدعی ہیں کبھی وحی رسالت کا

دعویٰ ہوتا ہے تو گا ہے وحی ولایت کا اقرار ہے۔ شخصیت نہ ہوتی تو صرف یہ کافی تھا کہ میں مجدد ہوں، مہدی ہوں، مسیح ہوں، ملہم ہوں۔“ پھر یہی شخص آگے چل کر لکھتا ہے۔ ”قیامت میں تمہارا شفع محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا۔ نہ مرزا ہوگا نہ محمود ہوگا۔ بھیڑ کی دم پکڑ کر دریا عبور کرنا چاہتے ہو۔“ پھر لکھتا ہے ”اس مسیح یعنی مرزا صاحب نے تثلیث و صلیب کی خوب کسر کی کہ تثلیث کی بھی پگردا گرا ہی ان کے مرنے کے بعد نکل آئی۔“ یہ باتیں لکھنے والا بھی اس جماعت کے امیر کا مخلص ہے اور اس مخلص کا خط احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے رسالہ المہدی میں چھپتا ہے جس میں وہ لکھتا ہے۔ ”مسلمانوں نے اسلام کا عاشق، محمد کا عاشق سمجھ کر خادم اسلام سمجھ کر مرزا صاحب کو قبول کیا ہے جب یہ قلعی کھلی کہ یہ تو در پردہ محمد سے بڑی دشمنی کی گئی ہے، اُس کی عزت عظمت حرمت خاک میں ملائی گئی ہے تو ایک دم مسلمان چونک پڑیں گے۔“ پھر اسی رسالہ المہدی کا ایڈیٹر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسبت لکھتا ہے۔ کیا چند الہامات اور کشوف اور غیب کی خبروں سے جو صرف اس کی اپنی ہی ذات یا متعلقین یا چند دیگر اشخاص یا حوادث کے متعلق ہیں وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا نبی ہو گیا۔ ”کَبُوْتُ كَلِمَةً“ آگے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسا نبی ہونے کے متعلق لکھتا ہے۔ ”تم کیوں اس کے کامل پیرو حضرت غلام احمد کو نبی کہہ کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرتے ہو۔ نادانو! اگر امتی نبی نبی ہوتا تو اس کو نبی کہنا کیوں نبوتِ کاملہ تامہ محمدیہ کی ہتک ہوتا۔“ پھر لکھتا ہے ”اب میں عرض کرتا ہوں کہ کیا مسیح موعود کو اگلے انبیاء کی طرح کا نبی مان کر قرآن کی تکذیب کرو گے یا تصدیق۔ آخر کیا کرو گے۔ کچھ تو بتلاؤ۔“ پھر لکھتا ہے ”سو ہر جگہ ہر کتاب اور ہر مکتوب اور ہر اشتہار میں حقیقی معنی میں نبی ہونے سے حضرت صاحب نے صاف انکار کیا ہے۔ اور جب آپ حقیقی نبی نہیں ہیں بلکہ مجازی نبی ہیں تو اس سے یہی لازم آتا ہے کہ آپ واقعہ میں نبی نہیں۔“

یہ کچھ حضرت مسیح موعود کے متعلق اس رسالہ میں لکھا گیا ہے جو انجمن احمدیہ کا رسالہ ہے اور جس کے اجراء کا مقصد موٹے الفاظ میں یہ لکھا ہوا ہے۔ کہ ”مشن احمدیت۔ مسائل احمدیت۔ احیاء احمدیت۔“ یہ احمدیت کا مشن ہے۔ اور یہ احیاء احمدیت ہو رہی ہے۔ ادھر حضرت مسیح موعود نزول المسیح صفحہ ۸۱-۸۲ پر تحریر فرماتے ہیں کہ:-

”جیسا کہ وحی تمام انبیاء علیہم السلام کی حضرت آدم سے لے کر آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم تک از قبیل اضغاثِ احلام و حدیث انفس نہیں ہے ایسا ہی یہ وحی بھی ان شبہات سے پاک اور منزہ ہے اور اگر کہو کہ اس وحی کے ساتھ جو اس سے پہلے انبیاء علیہم السلام کو ہوئی تھی معجزات اور پیشگوئیاں ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس جگہ اکثر گزشتہ نبیوں کی نسبت بہت زیادہ معجزات اور پیشگوئیاں موجود ہیں بلکہ بعض گزشتہ انبیاء علیہم السلام کے معجزات اور پیشگوئیوں کو ان معجزات اور پیشگوئیوں سے کچھ نسبت ہی نہیں۔ اور نیز ان کی پیشگوئیاں اور معجزات اس وقت محض بطور قصوں کہانیوں کے ہیں۔ مگر یہ معجزات اور پیشگوئیاں ہزار ہا لوگوں کیلئے واقعات چشم دید ہیں۔ اور اس مرتبہ اور شان کے ہیں کہ اس سے بڑھ کر متصور نہیں۔ یعنی دنیا میں ہزار ہا انسان ان کے گواہ ہیں۔

پھر آپ چشمہ معرفت کے صفحہ ۳۱۷ پر تحریر فرماتے ہیں:-

”اور خدا تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کیلئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں۔ اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔ لیکن چونکہ یہ آخری زمانہ تھا اور شیطان کا مع اپنی تمام ذریت کے آخری حملہ تھا اس لئے خدا نے شیطان کو شکست دینے کے لئے ہزار ہا نشان ایک جگہ جمع کر دیئے۔“

یہ تو حضرت مسیح موعود اپنے نشانات معجزات اور پیشگوئیوں کی نسبت لکھتے ہیں۔ لیکن وہ لکھتا ہے کہ ”چند الہامات اور کشف اور غیب کی خبروں سے جو صرف ان کی اپنی ہی ذات یا متعلقین یا چند دیگر اشخاص یا حوادث کے متعلق ہیں“۔ تم نے اسے نبی بنا دیا۔ انہوں نے کیوں ایسا لکھا اس لئے کہ اس نے ایک صداقت کا انکار کیا اور بہانہ یہ بنایا کہ ہم حضرت مسیح موعود کے اقوال کو مانتے ہوئے کسی اور کو نہیں مان سکتے لیکن دراصل انہوں نے حضرت مسیح موعود کے اقوال کو مانا نہیں بلکہ چھوڑا ہے۔ وہ ہمیں کہتے ہیں کہ تم نے صداقت کو چھوڑا لیکن ہم نے کہاں چھوڑا ہے۔ صداقت کو تو انہوں نے چھوڑا جو حضرت مسیح موعود کو چھوڑ گئے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑنا پڑے گا اور یہی نہیں انہیں خدا کو بھی چھوڑنا پڑے گا کیونکہ

انہوں نے حق باتوں کو **أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ** کہہ کر رد کر دیا۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی نسبت فرماتا ہے۔ **كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ**۔ کہ ان کے دلوں پر ان کے صداقت کا انکار کرنے اور اسے اساطیر الاولین کہنے سے ایسا رنگ لگ گیا ہے کہ اب وہ دور نہیں ہو سکتا کیونکہ ایک صداقت کا انکار دوسری صداقت کا انکار کر داتا ہے اور اس طرح بڑھتے بڑھتے ضلالت کے گڑھے میں گرا دیتا ہے۔ بھلا کوئی ایسی نظیر پیش کی جاسکتی ہے کہ مبائعین میں سے کوئی دہریہ ہو اہو۔ ہرگز نہیں۔ اگر کوئی دہریہ ہو تو انہیں میں سے جنہوں نے خلافت کا انکار کیا۔ بھلا کوئی یہ ثابت کر سکتا ہے کہ مبائعین میں سے کسی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر کوئی حملہ کیا، ہرگز نہیں۔ اگر کوئی حملہ کرنے والے پیدا ہوئے تو انہیں میں سے جنہوں نے خلافت کو اڑانا چاہا۔ تو کیا یہ باتیں ثابت نہیں کرتیں کہ صداقت ہمارے ساتھ ہے اگر ان کے ساتھ صداقت ہوتی تو ان کے ساتھی کیوں دہریہ ہوتے اور انہی میں سے کوئی یہ کیوں لکھتا کہ ”مرزا صاحب میں بھی بے شک اتنی شخصیت ضرور تھی کہ ان کو رسول و نبی کہلانے کا شوق ضرور تھا“۔ حضرت مسیح موعود پر حملہ کرنے والا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خدا کو بھی نہیں مانتا کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے ایک ایسے شخص کو مسیح موعود کر کے بھیجا جس میں شخصیت کا غلبہ تھا تو اس نے لوگوں کی اصلاح اس کے ذریعہ کیا کروانی تھی اس نے اپنی شخصیت کو ہی منوایا اور اسی کا اسے شوق تھا۔ تو یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر الزام نہیں کیونکہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سچا مان کر آپ پر کسی قسم کا الزام لگاتا ہے وہ دراصل خدا تعالیٰ پر الزام لگاتا ہے اور پھر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کرتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو مسیح موعود کو حکماً و عدلاً فرماتے ہیں۔ یعنی یہ کہ وہ سچے اور درست فیصلے کرے گا۔ لیکن یہ شخص لکھتا ہے کہ مرزا صاحب میں شخصیت ضرور تھی۔ پھر جو یہ لکھتا ہے کہ چند الہامات اور کشوف اور غیب کی خبریں بتائی گئیں، وہ یہ بتائے کہ کیا وہ انسان جس کی خبر خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دی اور جس کی نسبت حضرت دانیال، حضرت کرشن اور حضرت زرتشت اپنے اپنے زمانہ میں خبر دیتے آئے وہ چند الہامات اور کشوف ہی کا رکھنے والا تھا۔ چند الہامات اور کشوف تو مجھے بھی ہوئے ہیں۔ کیا اسی انسان کی نسبت یہ خبر دی گئی تھی جس کو چند الہام اور کشوف ہوئے کہ وہ شیطان سے آخری جنگ کرے گا اور کیا اسی کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا کہ وہ امت جس کے پہلے میں اور اخیر میں مسیح موعود ہو، وہ

ہلاک نہیں ہو سکتی ۴ چند رویا اور کشوف دیکھنے والے تو قادیان میں سے ہی پیش کئے جاسکتے ہیں۔ کیا ان میں سے کسی کی نسبت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہوئی تھی۔ اصل بات یہ ہے کہ صداقت کے انکار کی وجہ سے ان کی عقل پر پردے پڑ گئے ہیں اور یہ جو کچھ لکھ رہے ہیں یہ اسی صداقت کے انکار کا نتیجہ ہے۔ اگر کوئی سوچنے والا ہو تو ہماری صداقت کیلئے یہ بھی ایک بہت بڑا نشان ہے کیونکہ اگر صداقت ان کے پاس ہوتی تو ان کے قدم اس طرف کیوں اٹھتے جدھر سے خدا اور اس کے رسول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہتک ہوتی۔ کَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مِمَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ۔ ایک صداقت کے انکار کرنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے دلوں پر جھوٹ اور باطل پرستی نے قبضہ کر لیا اس لئے وہ کہیں سے کہیں جا پڑے۔ تم اس سے نصیحت حاصل کرو اور اچھی طرح اس کو سمجھو اپنے افعال اور اقوال میں اس بات کو مد نظر رکھو۔ بہت لوگ ہنسی میں بعض باتوں کو ٹال جاتے ہیں ایسا نہیں ہونا چاہیے کیونکہ جب کسی بات کی بنیاد رکھی جائے گی تو آہستہ آہستہ اس پر عمارت بنائی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کیلئے انسان کا دل شیشے کی طرح ہے۔ ایک دفعہ مجھے دکھایا گیا کہ انسان کا دل خدا کیلئے شیشے کی طرح ہے جب شیشہ خراب ہو جاتا ہے اور اس میں شکل اچھی طرح نظر نہیں آتی۔ تو توڑ دیا جاتا ہے۔ اسی طرح انسان کا دل جب گندہ ہو جاتا ہے تو اس کو بھی خدا توڑ دیتا ہے کیونکہ اس میں خدا کا جلال اور عظمت نظر نہیں آتی پس تم لوگ اپنے دلوں کو اس قابل بناؤ کہ خدا تعالیٰ کی شان و شوکت ان سے دکھائی دے اور اس بات سے ڈرتے اور دوسروں کو ڈراتے رہو کہ کسی صداقت کا انکار ہرگز نہیں کرنا چاہیے خواہ وہ کتنی ہی چھوٹی کیوں نہ ہو۔

خدا کی فیصلہ کیلئے دعا کرنے میں ایک نشان کے پورا ہونے پر لوگوں نے سستی کر دی ہے لیکن اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ابھی کوئی اور فیصلہ کرے۔ غیر مبائعین میں سے ایسے لوگ بھی ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور خدا تعالیٰ پر سچے دل سے ایمان رکھتے ہیں مگر انہیں یہ یقین دلا یا گیا ہے کہ ہم صداقت اور راستی پر ہیں اس لئے وہ ان کے ساتھ ہیں۔ تم دعا کرو کہ خدا تعالیٰ انہیں سمجھ دے دے تا ایسا نہ ہو کہ وہ ان میں رہتے رہتے انہیں جیسے ہو جائیں۔ تمام جماعت کا یہ فرض ہے کہ دعا کرے کہ وہ لوگ جو صداقت اور راستی سمجھ کر ان کے ساتھ ہیں، ان کو خدا تعالیٰ جلدی ہدایت دے۔ اخباروں والے اس بات

کو شائع کر دیں کہ تمام جماعت آج سے چالیس دن تک خوب زور سے دعا میں مشغول رہے تاکہ وہ لوگ جن کے دلوں میں راستی ہے اور جو ضد سے کام نہیں لے رہے ان کو خدا تعالیٰ ہدایت دے۔ اور پھر وہ دن لائے کہ سلسلہ احمدیہ سے بدنام داغ دور ہو کر اتفاق اور اتحاد پیدا ہو جائے۔ اور ہماری جماعت دن دوئی اور رات چوگنی ترقی کرے۔

ناپاک ہے وہ شخص جو یہ سمجھتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو چھوڑ کر اسلام کی ترقی ہو سکتی ہے۔ جھوٹا ہے وہ انسان جو یہ کہتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ میں شخصیت تھی اور بہت جھوٹا ہے وہ انسان جو لکھتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کو چند الہامات اور کشوف ہوئے۔ ایسے سب انسان اللہ تعالیٰ کی درگاہ سے دور ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو فرماتا ہے کہ اِنِّیْ مُہِدِّیْنَ مَنْ اَرَادَ اِهَانَتَكَ ۝ جو تیری اہانت کا ارادہ کرے گا میں اس کی اہانت کروں گا۔ ادھر تو وہ شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسبت لکھتا ہے کہ چند الہامات اور کشوف ہوئے اور ادھر لکھتا ہے کہ حضرت سیدنا امیر کا اثر ظاہر ہے کہ آپ نے اپنی پُر زور مدلل تحریروں سے ایک تو غیر قوموں کو دکھا دیا کہ اسلام اس پستی اور تاریکی میں نہیں ہے جو وہ خیال کرتے تھے بلکہ وہ ایک روشن آفتاب ہے جو سیاہ بدلیوں میں چھپا ہوا تھا۔

پھر لکھتا ہے:-

”ہاں سیدنا امیر نے ان مردہ دلوں میں ایک کھلبلی ڈال دی جن کو لوگ زندہ جانتے تھے۔ اور ان طبیعتوں میں ایک شور پیدا کر دیا جن میں کسی قسم کی تحریک کی قوت باقی نہ تھی۔“

اس کے نزدیک اسلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وقت تو بدلیوں میں چھپا رہا اور لوگ مُردہ رہے لیکن آج مولوی محمد علی نے آکر اسلام کو روشن کر دیا اور مُردوں میں حبان ڈال دی۔ یہ حضرت مسیح موعودؑ کی ہتک نہیں تو اور کیا ہے۔ سو تم آج سے پھر دعا کرنا شروع کر دو اور اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ عرض کرو کہ ہمارے بعض وہ بھائی جو غلطی سے شریروں (حضرت مسیح موعودؑ کی ہتک کرنے والوں) سے مل گئے ہیں وہ صداقت کو اندھوں کی طرح رڈ نہ کریں، بہروں کی طرح انکار نہ کریں اور مجنوں کی طرح اس سے بھاگتے نہ پھریں۔ اللہ تعالیٰ

ان پر رحم کرے اور ہم پر بھی ہر وقت اپنا فضل کرے۔ آمین ثُمَّ آمین۔ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ۔
(الفضل ۱۶۔ مارچ ۱۹۱۵ء)

۱۔ المطففين: ۸ تا ۱۵

۲۔ چشمہ معرفت صفحہ ۳۳۲ روحانی خزائن جلد ۲۳۔

۳۔ نزول المسیح صفحہ ۸۴، ۸۵ روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۴۶۰، ۴۶۱

۴۔ مشکوٰۃ البصایح کتاب الفتن باب ثواب ہذہ الامۃ

۵۔ تذکرہ صفحہ ۳۴۔ ایڈیشن چہارم